از : جعفر سبحانی (حوزہ علمیہ قم)

# زندگانی پیغمبر اسلام (ص)

یوم ولادت و وفات کی طرح تاریخی اعتبار سے پیغمبر اسلام کا یوم بعثت بھی کسی حد تک واضح و قطعی نہیں ہے۔ شیعہ علماء و مفکرین اس بات پر تقریباً پوری طرح متفق ہیں کہ پیغمبر اسلام ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو عہدۂ رسالت پر فائز ہوئے اور ان کی نبوت کا آغاز اسی دن سے ہوا لیکن علماء و دانشمندان

ہے اور حدیث "ثقلین" کے بموجب اپنے پیشواؤں کے اقوال کو ہر اعتبار سے صحیح اور قطعی مانتی ہے لہٰذا پیغمبر اکرم کے یوم بعثت کے تعین کے سلسلے میں شیعہ لوگ ان اقوال کے پیرو ہو گئے جو اہلبیت پیغمبر سے صحیح طور پر نقل کیا گیا ہے۔ اہلبیت و اولاد پیغمبر ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہمارے جد بزرگوار ماہ رجب کی ۲۷ ویں

قرآن کی ابتدا کا دن ہے لہٰذا یہ کہنا چاہیے کہ یوم بعثت اسی مہینے میں ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے، اور وہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ذیل میں ان آیات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن ماہ رمضان میں نازل کیا گیا ہے۔

۱۔ ماہ رمضان وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ ۱

# پہلی وحی کس روز نازل ہوئی

اہلسنت کے درمیان یہ مشہور ہے کہ عظیم الشان پیشوائے اسلام کو پیغام الٰہی عہدہ رمضان المبارک کے مہینے میں عطا کیا گیا اور برکت و فضیلت کے اس مہینے میں خداوند عالم کی جانب سے عموم الناس کی ہدایت و رہنمائی کا کام سپرد کر کے انہیں رسالت و نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا۔

چونکہ شیعہ قوم خود کو عترت و اہلبیت پیغمبر کا پیرو سمجھتی

تاریخ کو مبعوث برسالت ہوئے" اسی بنیاد پر وہ اس قول کی صحت و صداقت کے سلسلے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کرتے۔

یوم بعثت کے سلسلے میں دوسرے قول کی صحت و درستی کے لئے جس چیز کو بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے وہ قرآن مجید کا وہ بیان ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآنی آیات رمضان مبارک کے مہینے میں نازل ہوئی ہیں، چونکہ یوم بعثت وحی اور نزول

۲۔ قسم اس قرآن کی جس کو ہم نے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے اور وہ رات وہی شب قدر ہے جس کی وضاحت سورہ قدر میں کی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد کیا گیا ہے کہ "ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے"۔

شیعہ علماء کا جواب :۔ شیعہ محدثین و مفسرین نے مختلف الوضع انداز میں اس استدلال کا جواب دیا ہے

قرآن میں ان کی بعض وضاحتوں کا اجمالی تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

## پہلا جواب:۔

مذکورہ آیات فقط اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن رمضان المبارک کے مہینے میں ایک مبارک رات میں، جو شب قدر ہے، نازل کیا گیا ہے لیکن ان آیات میں مقام نزول کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا اور ان سے اس بات کی بھی نشاندہی نہیں ہوتی کہ اس رات یہ آیات قلب پیغمبرؐ پر نازل ہوئی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قرآن مجید کو مختلف انداز میں نازل کیا گیا ہو اور اکثر سنی و شیعہ روایات اس امکان کی تائید کرتی ہیں جن میں سے ایک انداز یہ ہے کہ پیغمبرؐ پر قرآن کا نزول تدریجی طور پر ہوا ہے۔ دوسرا انداز اس کا "لوح محفوظ" سے "بیت معمور" میں دفعی و مجموعی نزول ہے کہ جس میں کیا شک ہے کہ ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو فقط سورۂ علق کی چند آیات نازل ہوئی تھیں اور پورا قرآن مجموعی طور پر اور ایک ہی مرتبہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں بجائے قرآن "لوح محفوظ" سے دوسری جگہ جس کو روایات میں بیت معمور کہا گیا ہے، نازل ہو جائے۔

اس خیال کی تائید سورۂ دخان کی اس آیت سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "ہم نے کتاب کو شب قدر میں نازل کر دیا" اسی ضمیر کو مد نظر قرار دیتے ہوئے جس کا کتاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مکمل قرآن شب قدر میں، جو ماہ رمضان میں ہے، نازل ہوا۔ پس اس نزول کو یوم بعثت کے نزول سے الگ ہونا چاہیے کیونکہ یوم بعثت کو فقط چند آیات ہی نازل ہوئی ہیں۔

مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن ماہ رمضان میں اور شب قدر میں نازل کیا گیا وہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتیں کہ یوم بعثت جس میں بھی چند آیات کا نزول ہوا، وہ اسی مہینہ میں ہے کیونکہ قرآنی آیات کا بالکل واضح بیان ہے کہ مکمل کتاب (قرآن) اسی مہینہ میں نازل ہوا ہے جبکہ بعثت کے دن پانچ یا چھ آیات کا نزول ہوا ہے۔ لہٰذا علماء فریقین کو دو

# قرآن رمضان المبارک کے مہینے میں ایک مبارک رات میں جو شب قدر ہے نازل کیا گیا ہے

آیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یوں اظہار خیال کرتے ہیں کہ اسی مہینے میں مکمل قرآن لوح محفوظ سے بیت معمور میں نازل کیا گیا ہے اور ثبوت کے طور پر سنی و شیعہ دونوں علماء و دانشوروں نے قرآن مجید کی مذکورہ آیات کا سہارا لیا ہے بالخصوص "الازہر" یونیورسٹی کے پروفیسر محمد عبد العظیم زرقانی نے اپنی کتاب میں ان روایات کا ذکر بڑی تفصیل و وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔(۵)

## دوسرا جواب:۔

نامور علماء و دانشوروں کی جانب سے جو سب سے زیادہ سنجیدہ جواب دیا گیا ہے وہ وہی دوسرا جواب ہے جس کی وضاحت کے لئے علامہ طباطبائی نے اپنی گرانقدر کتاب (۶) میں بھرپور کوشش کی ہے اور جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

یہ کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ "ہم نے اس کو ماہ رمضان میں نازل کیا۔ اس سے مراد وہ قرآن ہے جو قلب پیغمبرؐ پر نازل ہوا کیونکہ تدریجی وجود کے علاوہ قرآن اس حقیقت کا حامل ہے جس سے خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ کو ماہ رمضان المبارک کی ایک معین رات میں آگاہ کر دیا۔

چونکہ پیغمبر اکرمؐ پورے قرآن سے بخوبی واقف تھے اسی وجہ سے یہ حکم ہوا کہ قرآن کے بارے میں عجلت نہ کریں تاوقتیکہ اس کے تدریجی نزول کا عمل جاری نہ ہو جائے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن کے بیان میں عجلت نہ کرو اس سے قبل کہ اس کے لئے حکم وحی صادر ہو جائے۔(۷)

اس جواب کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن اس مجموعی علمی اور حقیقی وجود کا حامل ہے جو ایک دفعہ ماہ رمضان میں نازل ہوا، اور دوسرے تدریجی وجود کا حامل ہے جس کے نزول کی ابتدا یوم بعثت سے ہوئی اور آنحضرت کی عمر کے آخری لمحات تک بتدریج نازل ہوتا رہا۔

## تیسرا جواب:۔

جیسا کہ تمام وحی کی وضاحت کے سلسلے میں روشنی ڈالی جا چکی ہے وحی مراحل و مراتب کی حامل ہے اور پیغمبرؐ جن مرحلوں سے دوچار ہوئے ہیں وہ ان کے تحت آتے ہیں۔ دوسرا مرحلہ غیبی و آسمانی آواز ہے جس کو وہ فرشتوں کا سہارا لئے بغیر اپنی طرح سن لیتے ہیں اور آخری مرحلہ یہ ہے کہ عالم مشاہدہ میں فرشتے کلام الٰہی کو سن کر اس کی روشنی میں دیگر عوالم کے حقائق سے آگاہ ہو جائیں۔

چونکہ انسانی نفس پہلی مرتبہ ہی مراتب وحی کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتا ہے بلکہ اس کو آہستہ آہستہ انجام پذیر ہونا چاہیے لہٰذا یہ کہنا چاہیے کہ یوم بعثت (۲۷ رجب) کو اور اس کے بعد ایک مدت تک پیغمبر اسلامؐ فقط یہ آسمانی آواز سنتے رہے اور خداوند عالم کے رسول و پیغمبر رہے۔ اس مدت کے درمیان کوئی دوسری آیت نازل نہیں ہوئی اور کچھ زمانے کے بعد رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کریم کا تدریجی نزول شروع ہو گیا۔

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ رجب میں پیغمبرؐ کو مبعوث برسالت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قرآن کا نزول بھی اسی مہینہ میں ہوا اور اس بات میں کیا اشکال ہے کہ قرآن کریم رمضان میں نازل ہوا اور رجب کے مہینہ میں پیغمبرؐ مبعوث برسالت ہو جائیں۔

مذکورہ جواب اگرچہ اکثر تاریخی بیانات کے مطابق نہیں ہے اس لئے کہ اکثر مورخین نے نقل کیا ہے کہ سورہ

علق" کی آیات بعثت کے دن نازل ہوئیں لیکن اس کے ساتھ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جنہیں یوم بعثت کا واقعہ فقط غیبی آواز کے سننے پر تمام ہو جاتا ہے اور قرآن و آیات کے نزول کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اس روز پیغمبرؐ نے ایک فرشتے کو دیکھا جو ان سے کہتا ہے: "یا محمد انک لرسول اللہ" اور بعض روایات میں فقط غیبی آواز سننے کی بات کہی گئی ہے اور فرشتہ دکھائی دینے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بہر حال اس موضوع کی مزید وضاحت کے لئے بحار الانوار کی طرف رجوع کیا جائے۔ ؂

## بعثت سے قبل آنحضرتؐ کا ایمان:

بہت دنوں سے سنی اور شیعہ علماء و دانشوروں کے درمیان اس موضوع پر بحث و گفتگو چل رہی ہے کہ بعثت سے قبل پیغمبرؐ کا ایمان کیا تھا اور وہ کس آئین کے پیرو تھے۔ ان لوگوں نے اسی سلسلے میں مندرجہ ذیل سوال اٹھائے ہیں اور انہیں سے ہر سوال کا جواب دیا ہے۔

۱۔ کیا بعثت سے قبل پیغمبرؐ کسی آئین کے پیرو تھے یا نہیں؟

۲۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ کسی آئین کے پیرو تھے تو کیا یہ خود ان کا اپنا آئین تھا؟

۳۔ اگر وہ کسی دوسرے آئین کے پیرو تھے تو کیا وہ آئین براہ راست خود رسول اکرمؐ پر الہام ہوا تھا اور وہ مستقل طور پر اسی کی پیروی کیا کرتے تھے یا ان کا شمار اس آئین کے دیگر پیرو کاروں میں ہوتا ہے۔

۴۔ اب چاہے وہ مستقل طور پر اس آئین کی پیروی کرتے ہوں یا اس آئین کے دیگر پیرو کاروں کی طرح عمل کرتے ہوں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ آئین گذشتہ پیغمبروں میں سے کس پیغمبرؐ سے وابستہ رہا ہے؟ یہی وہ چار سوالات ہیں جو سیرت، تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں دکھائی دیتے ہیں لیکن کیا ان سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے؟ کیا بنیادی طور پر ان موضوعات کے سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنا لازمی ہے کہ ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے تاریخ و تفسیر اور سیرت و تفسیر کو اٹھتے بیٹھتے ہیں لگے رہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مسئلہ کی خصوصیات کے بارے میں زیادہ بحث کرنا لازمی نہیں ہے بلکہ اہم بات یہ ہے کہ گوناگوں ثبوت و دلائل کے ذریعہ ہم یہ ثابت کریں کہ بعثت سے قبل پیغمبر اسلامؐ موحد و خدا پرست، زاہد و عابد اور پاکدامن رہے ہیں۔ پس ہماری نظر میں اس مسئلہ کو دو طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے اور وہ دونوں طریقے یہ ہیں۔

۱۔ بعثت سے قبل ان کی ۴۰ سالہ زندگی کا تجزیہ۔

۲۔ اس موضوع پر پیشوایان اسلام کی روایات کا بغور مطالعہ۔

بعثت سے قبل پیغمبر اسلامؐ کی چالیس سالہ زندگی عفت و پاکدامنی "امانت و صداقت" حق بیانی و دوستی، مشغولیت وغیرہ کے ساتھ نیکی و بھلائی اور بتوں و بت پرستوں سے نفرت و بیزاری پر مشتمل دکھائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ رسول اکرمؐ کے تجارتی سفر کے دوران جب ایک تاجر نے بتوں کی قسم کی بات کہی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا: "ہماری نظر میں دنیا کی ناپسند ترین چیز یہی "لات" و "عزیٰ" ہیں جن کی تو قسم کھا رہا ہے۔ میں بتوں سے ہمیشہ نفرت کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ رمضان کے مہینوں میں "کوہ حرا" میں ان کی مسلسل عبادت اور ان کے لگاتار سفر حج کا ذکر بھی تھا

**"خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی شیر خوارگی کے زمانے سے ہی اپنے ایک عظیم المرتبت فرشتے کو ان کا ہم نشین بنا دیا تھا تاکہ وہ انہیں دن و رات اخلاقی محاسن و مکارم کی سیر کرائے۔**

۶۔ چھٹے امامؑ کا قول ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے دس مرتبہ اور ایک روایت کے بموجب بیس مرتبہ مخفی طور پر حج کیا ہے اور جیسا کہ ہم لوگوں کو معلوم ہے کہ حج اعمال حج ان شعائر کا قیام ہے جن کی طرف حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعوت دی ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس طرح موحد لوگ مخصوص ایام میں ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔

اسی طرح ہمیشہ کھانا کھاتے وقت وہ اپنی زبان سے خداوند عالم کا نام لیتے تھے اور ناجائز طور پر ذبح کئے گئے حیوانات کا گوشت کھانے سے پرہیز کیا کرتے تھے اور فحش مناظر، شراب نوشی اور قمار بازی سے انہیں اتنی بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ کبھی کبھی وہ پہاڑ کے دامن میں پناہ اختیار کر لیتے تھے اور کافی رات گزرنے کے بعد گھر واپس آیا کرتے تھے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک ایسا آدمی جس کے حالات ایسے رہے ہوں اور جس کے طول زندگی میں کوئی کمزوری والا پہلو دکھائی نہ دیتا ہو اور جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ پہاڑوں کے دامن اور خلوت گاہوں میں عبادت اور دلکش مناظر کا بغور مشاہدہ کرنے میں بسر کیا ہو تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں شک کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ایمان نہ رکھتا ہو؟ اگر کسی عام آدمی میں ان صفات عالیہ کا سواں حصہ بھی نظر آتا تو ہم اس کے ایمان اور اس کی خدا شناسی و فرض شناسی کا یقین کر لیتے چہ جائیکہ رسول اکرمؐ۔

۲۔ جستجوئے حقیقت کی دوسری راہ روشن ان بیشمار روایات کا بغور مطالعہ ہے جو پیشوایان اسلام سے منقول ہیں۔ ان روایات میں پیشوائے موحدان کے "خطبۂ قاصعہ" کے یہ جملے بھی شامل ہیں۔

"خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی شیر خوارگی کے زمانے سے ہی اپنے ایک عظیم المرتبت فرشتے کو ان کا ہم نشین بنا دیا تھا تاکہ وہ انہیں دن و رات اخلاقی محاسن و مکارم کی سیر کرائے۔

## حضرت مسیحؑ سے آنحضرتؐ کا موازنہ:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ ہر اعتبار سے دوسرے تمام پیغمبروں پر فضیلت رکھتے ہیں جبکہ بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں قرآن مجید کا بیان ہے کہ بچپن ہی میں انہیں نبوت کا عہدہ عطا کر دیا گیا تھا اور ان پر کتاب بھی نازل کر دی گئی تھی مثلاً قرآن حضرت یحییٰؑ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: "ہم نے بچپن میں ہی ان کو یہ حکم دیا کہ اے یحییٰؑ! قدرت خداوندی کے سہارے یہ کتاب حاصل کرو۔"[11]

جس وقت حضرت عیسیٰ بن مریمؑ گہوارہ میں تھے، بنی اسرائیل کے سرداروں نے ان کی والدہ سے نومولود کے باپ کا حال دریافت کیا۔ حضرت مریمؑ نے ان لوگوں کو گہوارہ کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے سوال کا جواب اس بچے سے پوچھو اور حضرت عیسیٰؑ بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولے: "میں خدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے اپنا نبی و پیغمبر بنایا ہے۔ میں جہاں کہیں رہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس نے مجھ سے نماز و زکوٰۃ کا مطالبہ کیا ہے۔"[12]

حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کمسنی و شیر خواری کے زمانے میں ہی تمام لوگوں کے سامنے اپنے دین کے اصول و فروع کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں اور لوگوں پر پوری طرح یہ واضح کر دیتے ہیں کہ میں خدا پرستی کی پیروی کرنے والا ایک بندۂ خدا ہوں۔

اب ہم آپ کے ضمیر کو گواہ قرار دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ آخر کیسے ممکن ہے کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ تو کمسنی اور شیر خواری کے زمانے میں ہی مومن ہوں اور اپنی زبان سے حقائق فطرت کی ترجمانی کریں اور یگانہ رہبر کائنات و دنیا کا سب سے زیادہ شریف انسان چالیس سال کی عمر تک ایک معمولی ایمان کا حامل بھی نہ ہو جبکہ زوال ہی کے وقت کو راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں۔

## حوالے:

۱؎ شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۸۵)

۲؎ حٰم والكتاب المبين انا انزلناه في ليلة مباركة۔ (سورہ دخان، آیت ۱-۳)

۳؎ انا انزلناه في ليلة القدر۔ (سورہ قدر، آیت ۱)

۴؎ روح محفوظ و بیت معمور کی تفصیلی وضاحت کے لئے کتب تفسیر و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵؎ مناهل العرفان في علوم القرآن جلد اول ص[illegible]۔

۶؎ المیزان جلد ۲ ص[illegible]، [illegible]

۷؎ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان يقضى اليك وحيه:

۸؎ بحار الانوار جلد ۱۸ ص[illegible]، ۱۹۳

۹؎ مرحوم علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۸ ص[illegible] لغایۃ ص[illegible] میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

۱۰؎ ولقد قرن الله به من لدن ان كان فطيما اعظم ملك من ملائكته يسلك به طريق المكارم ومحاسن اخلاق العالم ليله ونهاره۔ نہج البلاغہ جلد ۲ ص[illegible] خطبہ [illegible]

۱۱؎ يا يحيى خذ الكتاب بقوة وآتيناه الحكم صبيا۔ (سورہ مریم آیت ۱۲)

۱۲؎ اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا وجعلني مباركا اين ما كنت واوصاني بالصلاة والزكاة ما دمت حيا۔ (سورہ مریم آیت ۳۱)

## بقیہ: اداریہ ص۱۹ سے

مشرقی اور مغربی استعمار کو غاصب صیہونی حکومت کے مربی و محافظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ کیمپ ڈیوڈ جیسے سیاسی مکر و فریب کا مقصد عالم اسلام پر اسرائیل [illegible] حملات کو جاری رکھنا ہے۔

امام خمینیؒ نے تمام مسلمانوں کے لئے عالمی یوم قدس کی تشکیل کو ایک ایسی قرارداد قرار دیا ہے کہ اگر امت اسلامیہ عالم [illegible] استعمار، اقوام عالم کی عوام صیہونی حکومت کے وحشیانہ حملات اور [illegible] اسلامی علاقوں میں فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف [illegible] صیہونیت مردہ باد اور غیر قانونی صیہونی حکومت مردہ باد کے نعرے لگا کر [illegible] کو جاری رکھ سکتے ہیں [illegible] مسلمانوں و عالم کے ارمان کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

## بقیہ: ص۷ سے آگے

وائس آف امریکہ ریڈیو۔

نے خبر دی ہے کہ [illegible] کا معاہدہ الجزائر اب غیر مستحکم ہو گیا ہے۔ حکومت عراق سے سمجھا جو کر رہے ہیں [illegible] ہے کہ وہ بین الاقوامی سرحدوں میں تبدیلی پر زور دے [illegible] اس سیاسی [illegible] اور حکومت عراق کی صدر [illegible] سیاست کاری